لیبیا میں سرقہ اور حرابہ کی حدود کا قانون

(از جناب حبیب ریحان ندوی، لیکچرار اسلامک انسٹی ٹیوٹ - البیضاء - لیبیا -)

لیبیا، شریعت کے احیاء کے لیے ایک زرخیز سرزمین لیبیا ایک ایسا عربی اسلامی ملک ہے جہاں اسلامی اقدار کا تحفظ بحمداللہ بڑی حد تک قائم ہے، اور لوگوں میں اسلام سے محبت پائی جاتی ہے۔ مسموم نظریات اگرچہ سامراجی سازشوں سے عالم اسلامی کے تمام نوجوانوں اور تعلیم یافتہ حضرات میں کسی نہ کسی شکل اور مقدار میں پائے جاتے ہیں، لیکن یہاں ان کی مقدار بہت کم ہے، اور اسلامی شریعت کے تجربہ کے لیے یہ بڑی زرخیز زمین ثابت ہو سکتی ہے۔ یہاں کے معاشرے میں فطری خوبیاں بہت ہیں۔ روزوں کا اہتمام یہاں کا خاص شعار ہے۔ لوگوں میں سادگی ہے۔ چوری کی وارداتیں بہت کم ہیں۔ قتل و غارت، فساد اور ہنگامے شاذ و نادر ہی واقع ہوتے ہیں۔ الغرض دلوں میں اسلامی وقار قائم ہے اور شریعت اسلامیہ کو ملک کا قانون بنانے کی مانگ یہاں کے صالح عوام کی فطری و دینی مانگ تھی۔ جسے لیبیا کی انقلابی حکومت نے پورا کیا، اور پہلے دن سے اس نے شریعت اسلامیہ کے مطابق قانون بنانے کی جو خوشخبری دی تھی اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ شریعت اسلامیہ کو تمام قوانین لیبیا کا اصلی ماخذ بنانے کی تاریخی قرارداد پاس کی۔ شراب بندی کا قانون نافذ کیا۔ زکوٰۃ کے اجرا کا قانون بنایا۔ جہاد فنڈ کھولا۔ جمعیت الدعوت الاسلامیہ قائم کی۔ شریعت اسلامیہ کی کانفرنس بلائی۔ علمائے شریعت و قانون سرعت کے ساتھ مکمل شرعی قانون بنانے میں مصروف ہیں، اور اگر مکمل اسلامی قانون بلا کسی رکاوٹ اور تعویق کے ان شاء اللہ نافذ ہو گیا تو یہ لیبیا کے لیے افتخار و اعزاز کی بات ہو گی۔ خدائے پاک پر یا اسلام پر کوئی احسان نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہ تو بہت بڑے شرف اور شکر کا مقام ہے کہ کسی فرد یا ملک کی قسمت میں یہ سعادت آئے کہ وہ اسلامی شریعت کا احیاء کرے اور اپنے فطری عمل کو شروع کر دے۔

لیبین قیادت کا کارنامہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو لیبین انقلابی کونسل نے سرقہ اور حرابہ

کی اسلامی حدود کا قانون نکالا ہے جو شریعت اسلامیہ سے ماخوذ ہے۔ اس وقت اسلامی قانون کی تحقیق کی جو کوششیں لیبیا میں ہو رہی ہیں ان میں اس کو سب سے زیادہ مومنانہ اور جرأت مندانہ اقدام کہا جا سکتا ہے۔ اس پر عالم اسلامی لیبیا کو مبارکباد دینے میں جس قدر بھی فیاضی اور مبالغہ سے کام لے صحیح ہے۔

سرقہ اور حرابہ دو اسلامی حدیں ہیں۔ سرقہ چوری کو کہتے ہیں، اور حرابہ سینہ زوری کو، یعنی حرابہ کے اندر ڈکیتی، قافلہ لوٹنا، راستہ روکنا اور قتل و غارت سب آجاتا ہے۔ فقہی اصطلاح میں حرابہ کو قطع طریق اور سرقہ کبریٰ بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں حدود کی تعریف، شرعی کیفیت، اور تفصیل ان شاء اللہ راقم بعد کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔ لیکن یہ کام تفصیل طلب ہے اور اس کے لیے کچھ وقت بھی درکار ہے۔ اس لیے وقت کی ضرورت اور تقاضے کے پیش نظر تاخیر کے بغیر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت لیبیا میں سرقہ اور حرابہ کا جو قانون نکلا ہے اس کا ترجمہ قارئین کے لیے پیش کروں۔ قانونی الفاظ اور فقہی عبارتوں میں ترجمہ کے لیے انتہائی تفصیل درکار ہے۔ راقم نے علمی امانت کی وجہ سے ترجمہ حتی الامکان لفظی کیا ہے۔ لیکن جہاں مختصر تشریح کی ضرورت پڑی ہے اسے قوسین میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ متن کے الفاظ نہیں بلکہ میرے الفاظ ہیں۔ بعض جگہ حاشیہ میں بھی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ یہ سب تفصیلات و تشریحات انتہائی مختصر اور رائڈی ہیں۔ یہ قانون علماء و مفکرین قانون کی کوششوں کا نتیجہ ہے امام مالک کے اقوال کو اصولی طور پر اپنایا گیا ہے کیونکہ شمالی افریقہ میں مالکی ہی رہتے ہیں۔ لیکن کلی طور پر فقہ کے مذاہب اربعہ سے پوری مدد لی گئی ہے۔ معدودے چند احکام دوسرے فقہاء اور علماء سے بھی اخذ کیے گئے ہیں جو مذاہب اربعہ میں سے نہیں ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل اور ان پر مکمل تبصرہ بعد کو کروں گا۔ یہ تفصیلی مقالہ اس طرح ہوگا۔

۱۔ سب سے پہلے قانون سرقہ و حرابہ کا ترجمہ۔

۲۔ پھر آئندہ مذکرۂ توضیحیہ (یعنی حکومت کی نکالی ہوئی قانون سے متعلق توضیحی یادداشت یا رپورٹ کا ترجمہ۔ اس یادداشت میں قانون سے متعلق بہت سی تفصیلات و توضیحات بیان کی گئی ہیں، اور بعض احکام جن میں فقہی مذاہب کے سوا کسی دوسرے عالم کی رائے لی گئی ہے ان کے ماخذ اور تاویلات بتائی گئی ہیں)۔

۳۔ توضیحی یادداشت کے بعد بھی جو مسائل توضیح طلب رہ گئے ہیں ان کی توضیح اور فقہی اختلافات وغیرہ کی تفصیل۔

اب آئیے قانون کا ترجمہ پڑھیے۔

قانون سرقہ وحرابہ کا ترجمہ | عوام کے نام سے، انقلابی کونسل کی طرف سے [۱]

شریعت اسلامیہ کے احکام کی تابعداری میں، اور جمہوریہ عربیہ لیبیا کے مسلمان عرب عوام کی رغبات وخواہشات کو پورا کرنے کی غرض سے،

اور اُس بات کی تاکید کرنے کے لیے جو جمہوریات عربیہ (لیبیا، مصر، اور سوریا) کے دستور کا فیصلہ ہے،

اور انقلابی کونسل کے دستوری اعلان نمبر ۱، مجریہ ۲ شوال ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۶۹ء کے موافق،

اور انقلابی کونسل کی اس قرارداد کے ماتحت جو رمضان ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو صادر ہوئی،

---

[۱] قانون کے شروع میں "عوام کے نام سے" کی عبارت دیکھ کر یہ شبہ نہ ہو کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "اللہ کے نام سے نہیں" جیسا کہ عام طور پر لادینی اور وضعی قوانین کا شعار ہے، کہ وہ انسانوں کی سیاست اور تقنین پر قائم ہوتے ہیں، بلکہ صرف اس امر کا اظہار ہے کہ "عوام کے نمائندوں کی حیثیت سے" اور "عوام کی مرضی کے مطابق جو شریعت پر چلنے کے لیے بے چین ہیں" یہ قانون نکالا جاتا ہے۔ کیونکہ لیبیا عوامی جمہوری حکومت ہے، شخصی بادشاہت نہیں۔ اس مفہوم کی وجہ یہ ہے کہ مقنن نے ایک سطر بعد لکھا ہے کہ "شریعت مطہرہ کے احکام کی تابعداری میں" اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ شریعت اسلامیہ کی تابعداری خدا کی مرضی اور نام کے بغیر نہیں کہ خداوند تعالیٰ ہی شریعت کو نازل کرنے والے ہیں، اور لیبیا ایک ایسا اسلامی ملک ہے جہاں سارے قوانین کتاب وسنت اور اقدار اسلامی کی روشنی میں بنائے جا رہے ہیں۔ اس لیے ایک فیصد بھی لادینی قوانین کے اتباع کا شبہ اس جملہ میں نہیں ہو سکتا۔ دراصل یہ حقیقت ہے کہ اسلام میں حاکم یا حکومت جس طرح خدا کے سامنے جوابدہ ہے اسی طرح مخلوق خدا اور عوام کے سامنے بھی اپنے ہر استنباطی اور اجتہادی عمل میں جوابدہ ہے۔ اس لیے عوام کی طرف سے انتخاب، ان کی نمائندگی، ان کی مرضی اور مشورہ شرعاً واجب ہے اور انہیں کی رعایت سے یہ جملہ لکھا گیا ہے۔ یعنی کسی فرد واحد، مطلق العنان بادشاہ یا جابر و ظالم حاکم کی اپنی ذاتی خواہش، من مانی اُپج اور شخصی تفکیر پر اس قانون کی بنیاد نہیں ڈالی جا رہی بلکہ شریعت کے احکام صادر کیے جا رہے ہیں۔ اس لیے مقنن کے ضمیر میں اور قانون کے ہر ہر جملہ میں شریعت کی اتباع اور حدود جیسے قوانین کے نفاذ میں اللہ کا نام اور عظمت اور قانون الٰہی کا احیاء موجود ہے جو اس بات کی مکمل ضمانت ہے کہ لیبی مقنن نے قلب ونظر سے تحت الشعور اور تحت السطور میں بسم اللہ کا اقرار واعتراف ضرور کیا ہے، اور اس کا اظہار قانون کی دوسری سطر میں موجود ہے۔

جس میں ان کمیٹیوں کی تشکیل کا اعلان تھا جو موجودہ قوانین پر نظر ثانی کریں اور اسلامی شریعت کے اساسی (بنیادی) اصولوں کے مطابق اس میں ترمیم اور تبدیلی کریں،

اور عقوبات و جنائی اجراءات (PENAL CODE - CRIMINAL LAW) کے دونوں قانونوں سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد جو ۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء میں صادر ہوئے،

اور اس اعلیٰ کمیٹی کے اعمالِ نہائیہ (آخری کاموں اور رپورٹوں) کی روشنی میں جو قوانین پر نظر ثانی کے لیے انقلابی کونسل کی طرف سے ۹ رمضان ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو بنائی گئی تھی،

اور وزیر عدل (انصاف) کے پیش کرنے اور مجلسِ وزراء کے پاس کرنے کے بعد،

.... یہ قانون صادر کیا جاتا ہے۔

باب اول

حدِ سرقہ سے متعلق احکام

دفعہ ۱۔ وہ ضروری شرطیں جن کا پورا ہونا اس سرقہ کے لیے ضروری ہے جس پر حد نافذ ہو گی۔ مادہ نمبر ۲ کے احکام کی مراعات کے ساتھ یہ شرطیں اس سرقہ کے لیے ضروری ہیں جس پر حد نافذ ہو گی۔

۱۔ یہ کہ مجرم عاقل ہو، کامل ۱۸ سال ہجری اس کی عمر ہو، مختار ہو، محتاج یا مضطر[1] نہ ہو۔

۲۔ مجرم مال حاصل کرے، اپنی ملکیت بنانے کے قصد سے۔

---

[1] مضطر و محتاج فقہی لفظ ہیں جو ضرورت و حاجت کے فرق کو واضح کرتے ہیں۔ اضطرار اس مجبوری اور بھوک کی حالت کو کہتے ہیں جس میں سور اور حرام اشیاء تک کھانی جائز ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں حد کا قیام اجماع سے نہیں ہو گا۔ حاجت ضرورت اور اضطرار سے کم ہے۔ لیکن سخت حاجت کی صورت میں بھی قطع نہ ہو گا کہ حدود شبہات سے ختم ہو جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں مقنن نے آسان قول لیا ہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ اسلام میں کسی بھی محتاج شخص کی حاجت پوری کرنا حکومت پر، پھر اقرباء پر، پھر پڑوسیوں پر اور پھر ساری سوسائٹی کے افراد پر واجب ہے۔ اس موضوع کی مزید تفصیل بعد کو کی جائے گی۔

۳- یہ کہ مسروقہ مال منقول ہو۔ متمول[۵۱] ہو۔ (مالیت رکھتا ہو) محترم ہو[۵۲]۔ کسی دوسرے کی ملک ہو۔ حرز[۵۳] (محفوظ جگہ یا حفاظت) میں ہو۔ اس کی قیمت چوری کے وقت دس دینار لیبی سے کم نہ ہو[۵۴]۔

دفعہ ۲۔ سرقہ کی حد | اگر وہ ساری شرطیں جو دفعہ نمبر ۱ میں بیان ہوئی ہیں پوری ہوں تو سارق پر حد نافذ ہو گی، اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

دفعہ ۳۔ وہ صورتیں جن میں حد سرقہ نافذ نہ ہو گی

حد سرقہ کی تطبیق ان صورتوں میں نہ ہو گی جن میں مجرم کے لیے کوئی شبہ موجود ہو، جیسے حسب ذیل اشیاء۔

۱- اگر چوری عام جگہوں (دفتروں، کارخانوں، دکانوں وغیرہ) میں سے کام کے دوران ہوئی ہے، یا کسی بھی ایسی جگہ سے جہاں مجرم کو داخل ہونے کی اجازت ہے اور مال مسروقہ محرز (محفوظ جگہ یا حفاظت) میں نہیں ہے۔

۵۱-۵۲ امام مالک کے مذہب میں مال مسروقہ میں نصاب کے بعد تین بنیادی شرطیں اور ہیں، قرطبی نے لکھا ہے (۶-۱۶۷) ما يتمول ويتملك ويحل بيعه حاشیۃ العدوی میں ہے (۲-۳۰۵-۳۰۶) مما ينتفع به متمول سے مراد یہ ہے کہ مالیت رکھتا ہو۔ بعض چیزیں شرعاً مالیت نہیں رکھتیں، اور بعض کی مالیت کے بارے میں اختلاف ہے، جیسے سور، شراب، اس کے برتن، گانے بجانے کے آلے وغیرہ۔ بعض چیزیں مالیت رکھتی ہیں لیکن نفع نہیں پہنچا سکتیں جیسے وہ گدھا جو عالم نزع میں ہو، یا وہ حقیر و تافہ چیزیں جو دار الاسلام میں سب کے لیے حلال ہوں۔ یتملک سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنی ملکیت بنانا مسلمان کے لیے جائز ہو، محترم کے معنی ہیں کہ مسلمان کے لیے اس کا فروخت کرنا جائز ہو۔ بعض چیزیں وہ ہیں کہ مالیت بھی رکھتی ہیں، ملکیت بھی جائز ہے حلال ہیں لیکن فروخت کرنا جائز نہیں جیسے قربانی کا گوشت۔ اس سلسلے کے جزوی فقہی مسائل تفصیلی مضمون میں بیان کروں گا۔

۵۳ حرز کے معنی ہیں محفوظ ہونا یا محفوظ جگہ میں ہونا، کیونکہ حرز کی دو قسمیں ہیں ۱۔ حرز بالمکان یا حرز بنفسہ ۲۔ حرز بالحافظ۔ ان کی تعریفات، اور ائمہ فقہ کے نزدیک حدیں اور باریکیاں فقہی طور پر، بہت ہیں جو سرقہ و حرابہ سے متعلق تفصیلی مضمون ہی میں پیش کی جائیں گی۔

۵۴ یہ ابراہیم نخعیؒ کا قول ہے، توضیحی یادداشت میں اس کا ماخذ، وضاحت اور تاویل پیش کی گئی ہے، اور مزید اس کی تشریح و توضیح راقم تبصرہ والے مضمون میں پیش کرے گا، کیونکہ یہ ائمہ اربعہ کے قول سے معارض ہے، اور نصاب سرقہ سے متعلق دوسرے ائمہ فقہ و علمائے امت کے اقوال بھی تفصیل کے ساتھ پیش کرے گا۔

۲- اگر چوری اصول (باپ دادا) یا فروع (بیٹا پوتا) کے درمیان یا میاں بیوی یا محارم کے درمیان ہوئی ہے[۱]

۳- اگر مسروقہ مال کا مالک مجہول (غیر معلوم) ہے۔

۴- اگر مسروقہ مال کا مالک مجرم کا مقروض ہو، اور ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہا ہو یا انکار کرتا ہو اور ادائیگی قرض کا وقت نکل چکا ہو، سرقہ سے قبل، اور مجرم نے جس مال پر قبضہ کیا ہو وہ اس کے حق کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو لیکن یہ زائد مال اس کے گمان میں نصاب تک نہ پہنچتا ہو[۲]

۵- اگر مسروقہ چیز درخت پہ موجود پھل ہوں یا اس کے مشابہ زرعی چیزیں جو کٹی ہوئی نہ ہوں، اور ان میں سے مجرم نے کھالیا ہو، لیکن ساتھ لے کر نہ گیا ہو۔

۶- اگر مجرم سرقہ کے جرم میں شریک ہو دوسروں سے اتفاق، اعانت اور مساعدت کی حد تک، جب تک کہ اس کی مساعدت اور مدد اس حد تک نہ پہنچے کہ وہ براہ راست مجرم کے دائرہ میں آجائے۔

۷- اگر مجرم مال مسروقہ کا مالک بن جائے، سرقہ کے بعد[۳] اور دعویٰ میں آخری فیصلہ صادر ہونے سے قبل۔

۸- اگر مجرم کئی ہوں کسی ایسے سرقہ میں جو ان سب کے تعاون کے بغیر ممکن نہ ہو، اور ان میں سے ہر ایک کے حصہ میں (مال مسروقہ میں سے) نصاب سے کم رقم آئی ہو۔

۹- اگر کسی ایسی جگہ سے سرقہ ہوا جہاں سارق کی ملکیت کا شبہ ہوتا ہے، جیسے کسی مشترکہ کمپنی سے یا کسی وقف میں سے اپنے مستحق حق کا، یا جیسے بیت المال یا مال غنیمت میں سے[۴]

---

[۱] قریبی رشتہ دار جیسے چچا، خالہ وغیرہ۔ یہ قول بھی امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔

[۲] راقم قانون کی اہم اور مخصوص دفعات پر حاشیہ لگا رہا ہے، ورنہ ہر موضوع پر فقہی اقوال موجود ہیں۔ اس مسئلہ اور اس جیسے تمام جزوی اختلافات والے مسائل کو ترتیب وار تبصرہ والے آخری مضمون میں بیان کیا جائے گا۔

[۳] کسی بھی طریقے سے مال مسروقہ اس کی ملکیت بن جائے جیسے یہ مال اس کو ہدیہ کر دیا جائے یا ہبہ کر دیا جائے یا فروخت کر دیا جائے یہ قول صرف امام ابو حنیفہ کا ہے اور اکثر اقوال کی طرح لیبی مقنن نے یہ قول بھی امام صاحب کے قول سے اخذ کیا ہے۔

[۴] یہ قول بھی حنفی فقہ سے اخذ کیا گیا ہے، مالکی مذہب میں بیت المال سے چوری پر باتفاق (باقی اگلے صفحہ پر)

یہ تمام احوال جو اوپر بیان کیے گئے ہیں، (لیبی) قانون عقوبات یا کسی قانونی چارہ جوئی کو معطل نہیں کر سکتے اور نہ خلل ڈال سکتے (یعنی قطع نہ ہونے کی صورت میں موجودہ فوجداری قانون کے مطابق تعزیری سزائیں باقی رہیں گی، شبہ کی صورت میں بالکل معافی نہیں ہو جائے گی، اور قانون عقوبات نافذ رہے گا۔)

باب دوم

حدِّ حرابہ سے متعلق احکام

دفعہ ۴ - حرابہ کا جرم اور وہ واجب شرطیں جن کی موجودگی میں حد نافذ ہو گی:

۱- حرابہ کا جرم حسب ذیل دو صورتوں میں پورا ہو گا۔

(الف) کسی دوسرے کے مال پر مغالبۃً (زبردستی، غلبہ اور قوت کے ساتھ) قبضہ کرنا۔

(ب) عام لوگوں پر قطعِ طریق کرنا (قافلہ لوٹنا، رہزنی کرنا) اور لوگوں کو چلنے سے روکنا ڈرانے اور دھمکانے کے قصد سے

۲- ان دونوں صورتوں میں یہ شرط ہے کہ ہتھیار استعمال کیے گئے ہوں یا کوئی ایسی چیز جو جسمانی اذیت اور ڈرانے دھمکانے کے قابل ہو۔

۳- اگر حرابہ آبادی میں ہو تو غوث (مدد) پہنچ سکنے کا امکان بھی ایک شرط ہو گی۔

۴- یہ ضروری ہے کہ مجرم عاقل ہو، اٹھارہ سال ہجری پورے کر لیے ہوں، مختار ہو مضطر نہ ہو۔

دفعہ نمبر ۵ - حد حرابہ

محارب پر حد حسب ذیل طریقے سے نافذ ہو گی۔

(الف) قتل کیا جائے گا اگر اس نے قتل کیا ہو خواہ مال پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) قطع ہو گا۔ مال غنیمت میں سے بھی ابن قاسم کے قول کے مطابق ہر صورت میں قطع ہو گا۔ عبدالملک کے نزدیک اپنے حق سے تین درہم زیادہ لینے کی صورت میں، لیکن اگر وہ غنیمت میں مقدار ہی نہیں ہے تو پھر مالکی مذہب میں باتفاق قطع ہو گا۔

(ب) دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹا جائے گا۔ اگر صرف مال پر قبضہ کیا ہے اور قتل نہیں کیا ہے۔
(ج) جیل دی جائے گی اگر اس نے راستے میں ڈرایا اور دھمکایا ہے[ا]

دفعہ ۶ :

حد حرابہ توبہ سے ساقط ہو جائے گی، اگر مجرم پکڑے جانے سے پہلے توبہ کرلے اور یہ ان دونوں حسب ذیل طریقوں سے ممکن ہے۔

(الف) اگر مجرم اپنا جرم مسئولین (حکومت اور پولیس وغیرہ) کے علم میں آنے سے قبل ہی چھوڑ دے اور اپنے اس فعل کی اطلاع توبہ کے اعلان کے ساتھ کسی طرح بھی نیابتہ عامہ (PUBLIC PROSECUTOR) تک پہنچا دے۔

(ب) اگر وہ خود اختیاری طور پر اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو پولیس یا نیابتہ عامہ کے حوالے کردے، اس پر قابو پائے جانے (گرفتاری) سے پہلے۔

۲- توبہ کے ذریعہ حد حرابہ ساقط ہو جانے سے جن پر زیادتیاں ہوئی ہیں ان کے حقوق معاف نہیں ہو سکتے، جیسے قصاص دیت وغیرہ۔ اسی طرح وہ سزائیں اور تعزیرات بھی جو قانون عقوبات (لیبیا) میں موجود ہیں ان جرائم سے متعلق جن کی سزا موجود ہے۔

دفعہ ۷۔ توبہ جو حد حرابہ کو ساقط کرے گی اس کی تحقیق کے طریقے:

۱- اگر مجرم نے دفعہ بالا کی رو سے اپنی توبہ کا اعلان کیا تو نیابتہ عامہ اس واقعہ کی تحقیق کرے گی، اور ان شرطوں کی چھان بین بھی جو حد کو ساقط کرتی ہیں۔

[ا] آیت حرابہ (مائدہ ۳۳) میں لفظ "او" کی تفسیر و تشریح میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا اس میں امام کو اختیار دیا گیا کہ بیان کردہ سزاؤں میں سے جو چاہے دے یا اس لفظ میں جرم کی تنویع مقصود ہے یعنی جرم کی مختلف صورتیں ہیں اور ان میں مختلف احکام بیان کیے گئے ہیں۔ یہ دوسرا قول احناف کا قول ہے۔ مقنن نے تینوں شکلیں تحدید کے ساتھ اسی طرح لی ہیں، اور "نفی" بھی احناف کے قول سے اخذ کی گئی ہے جس کے معنی شہر بدر یا جلاوطن کرنے کے لغوی معنی کے بجائے مجازی اور اصطلاح شرع میں حبس اور قید کے معنی لیے گئے ہیں چوتھا شکل یہ ہو سکتی ہے کہ چوری بھی کی اور قتل بھی کیا۔ مقنن نے اسے (الف) میں بیان کیا ہے اس کی اور اس موضوع کی تفصیل بعد کو بیان کی جائے گی۔

۲۔ اگر تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ مجرم ایسے جرموں کا مرتکب ہے جن پر قانونی طور سے وہ سزا کا مستحق ہے یا اس پر ایسے حقوق واجب ہوتے ہیں جو جن پر زیادتی ہوئی ان کا حق ہیں، جیسے قصاص، دیت یا مال کا ضمان، یا ان میں سے کسی چیز کے بارے میں شک پیدا ہوا تو نیابتہ عامہ ان اوراق کو ان معاملات سے متعلق عدالت میں پیش کرے گی تاکہ ان پر فیصلہ صادر ہو۔

۳۔ لیکن اگر تحقیق کے بعد ان مذکورہ بالا چیزوں میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی تو پھر نیابتہ عامہ یہ فیصلہ کرے گی کہ وہ مجرم جس نے گرفتاری سے قبل توبہ کر لی ہے اس کے خلاف دعوٰی پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(باقی)

مصنف: محمد قطب

کیا ہم مسلمان ہیں؟

ترجمہ: ساجد الرحمٰن صدیقی ایم، اے

عالم اسلام کے عظیم رہنما سید قطب شہید کے بھائی محمد قطب کی فکر انگیز کتاب ● اسلام کا حقیقی مفہوم اور اسلامی نظام زندگی پر جامع بحث۔ ● قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی حقیقی تصویر۔ ہمارے لیے ایک آئینہ ● اسلام سے انحراف کا تاریخی پس منظر اور داخلی عوامل کیا تھے۔ ● مشنری اداروں اور صلیبی سامراج نے اسلام کے خلاف کیا سازشیں کیں؟ ● جدید لادینی نظریات کی ناکامی کے بعد انسانیت کا مستقبل ..... پھر اسلام ہی سے روشن ہوگا۔

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۱۶ سفید کاغذ قیمت: ۵/۷۵ روپیہ

ادارہ الحسنات، ۴-اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور۔ فون نمبر ۶۳۲۷۹۸

دینی درسگاہ

الکلیۃ الاسلامیہ

رجسٹرڈ

الکلیۃ الاسلامیہ میں تفسیر و حدیث اور اردو، فارسی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

الکلیۃ الاسلامیہ میں تحریکِ اسلامی کے کارکن تیار کرنے کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

الکلیۃ الاسلامیہ میں طلباء کے لیے کتب کے علاوہ طعام و قیام کا بھی انتظام ہے۔

الکلیۃ الاسلامیہ آپ کے بچوں کے لیے بہترین درسگاہ اور صدقات و عطیات کا بہترین مصرف ہے۔

(مولینا) محمد رفیق مجاہد معتمد الکلیۃ الاسلامیہ رحیم یار خاں۔ فون ۳۰۸